حضرت رضا بریلوی

کا

محبوب صورت وسیرت

تحقیق وتحریر

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

تحشیہ

علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب : حضرت رضا بریلوی کا محبوب صورت و سیرت

مصنف : علامہ ڈاکٹر غلام مصطفٰی نجم القادری

حواشی : علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ضخامت : ۲۸ صفحات

تعداد : ۴۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۱۴۱

سن اشاعت : جنوری 2006ء

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000فون:2439799
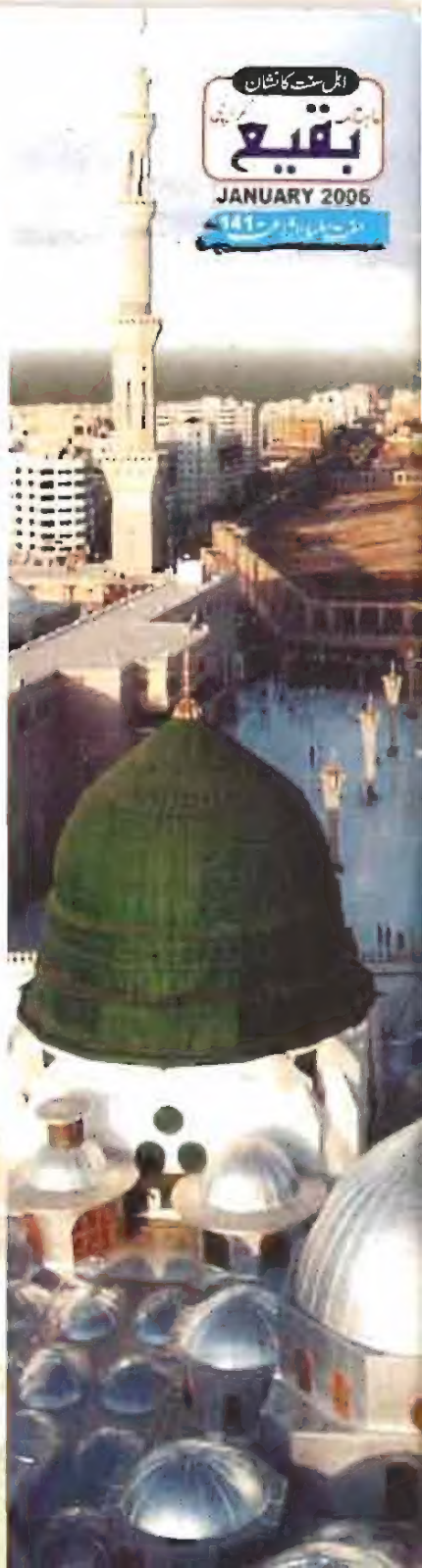
پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا کڑوروں کڑورا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا۔ دولتِ اسلام ہمیں بن مانگے ماں کے پیٹ سے ملی ہم نے ایک مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولی اور ہمیں حق وصداقت کی تلاش میں در در کی ٹھوکریں نہیں کھانی پڑیں۔ پھر ربّ کریم کا کرم بالائے کرم کہ اس نے اپنے ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت میں سے کیا اور آپ ﷺ کا دامانِ کرم ہمارے ہاتھوں میں تھمایا۔ آپ ﷺ اپنی اُمت پر جتنے رؤف الرحیم ہیں یہ محتاجِ بیاں نہیں۔ لہٰذا ہم پر بھی لازم ہے کہ سرکار کریم ﷺ سے ایسی محبت کریں کہ جیسا کرنے کا حق ہے

مدارِ ایمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ رسولِ عربی ﷺ سے محبت کرے اس مقام پر ایک سوال کیا جاسکتا ہے کہ محبت اختیاری چیز نہیں ہے بلکہ دل کی ایک اضطراری کیفیت کا نام ہے کیونکہ محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے چنانچہ محبتِ رسول ﷺ سے کوئی کس طرح محبت کرسکتا ہے۔

جواب کے سلسلے میں اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ محبت غیر اختیاری ہونے کے باوجود بالکل خودرو نہیں ہے بلکہ چند لگے بندھے اسباب کے ساتھ منسلک ہے محبت جب بھی کسی کے ساتھ واقع ہوتی ہے تو محبت کے مقررہ اسباب میں کوئی نہ کوئی سبب ضرور اس کے پیچھے ہوتا ہے۔

فطرتِ انسانی کے رُجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے محبت کے مندرجہ ذیل اسباب و مُحرِکات تلاش کئے گئے۔

پہلا سبب.............. حُسن وزیبائی ہے۔

یعنی انسان یا تو کسی کے حُسن وزیبائی سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

دوسرا سبب.............. رشتۂ قرابت ہے۔

یا پھر انسان دوستی اور رشتہ داری کے جذبہ سے مغلوب ہو کر کسی سے محبت کرتا ہے۔

تیسرا سبب.............. سخاوت وفیاضی ہے۔

یا پھر انسان کسی کی سخاوت یا فیاض طبیعت سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

چوتھا سبب.............مشکل کشائی ہے۔

یا پھر انسان کسی ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو کہ اس کے مشکل وقت میں اس کے کام آیا ہو۔

پانچواں سبب.............فضل وکمال ہے۔

یا پھر انسان کسی کے فضائل وکمالات کو دیکھ کر اور ان سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

چھٹا سبب.............محبت ہے۔

یا پھر انسان کسی ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو کہ خود اس سے محبت رکھتا ہو۔

فطرتِ انسانی موجودات میں سے کسی بھی موجود کے ساتھ جن اسباب کے زیرِ اثر محبت کرتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ محمد عربی ﷺ کے بارے میں فطرتِ انسانی کا یہ تقاضا بدل جائے۔

پس میں تمام اہلِ نظر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ پوری دیانت داری کے ساتھ میرے سرکار ﷺ کے وجودِ مسعود میں محبت کے مذکورہ بالا اسباب کا ہجوم ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کہ کیا اور بھی کوئی ایسی شخصیت ہوگی کہ جو محبت کے لائق ہو۔

دورِ حاضر مسلمانوں کے لیے دورِ ابتلاء ہے، ہماری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ ہر طرف سے لادینی طاقتوں یہود ونصاریٰ، کفار ومشرکین ہمارا ناطقہ بند کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آج کے مسلمان کے لیے نہ کوئی عزت ہے اور نہ کوئی قدر ومنزلت وہ صرف اور صرف اغیار کے خدمت گار بن کر رہ گئے ہیں آج ہم سب کی حالتیں دگرگوں ہیں عمامے اور ٹوپیاں جھاڑو تو گناہوں کی دُھول نکلے گی، قبائیں نچوڑو تو خود پسندی اور تکبر کی میل برآمد ہوگی، دامن کھولو تو لغزشوں اور خطاؤں کا غُبار نکلے گا۔

مسلمانوں کی کمزوری اور ناتوانی سے تقویت پا کر اسلام دشمن قوتیں کھلے بندوں اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروفِ عمل ہیں جس کا تازہ ثبوت ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں شائع ہونے والے توہینِ رسالت پر مشتمل مضحکہ خیز خاکے ہیں لیکن آج مسلمان میں اتنی قوت و جرأت نہیں کہ وہ ان مرتکبینِ توہینِ رسالت کو منہ توڑ جواب دے سکے۔ آج مسلمانوں میں کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی، کوئی غازی علم الدین شہید اور کوئی غازی عبدالقیوم

شہید موجود نہیں جو ان گستاخوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا سکے۔

لیکن یاد رکھیے کہ رب تبارک وتعالیٰ قادر ومطلق ہے اس کی عادت ہے کہ وہ زیادہ دیر گستاخِ رسول کو دھرتی کا بوجھ نہیں بننے دیتا ماضی میں بھی جب کبھی گستاخیِ رسول جیسے غلیظ ومکروہ جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اللہ رب العزت نے کبھی تو خود اور کبھی اپنے بندوں کے وسیلہ سے ان گستاخوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا ہے۔

آیئے ہم بھی اپنے ربّ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اے خاموشی کی زبان سننے والے مالک، اے اپنی مخلوق کے حال سے ہمہ حال باخبر رہنے والے مولیٰ ہم پر رحم فرما، اے مالک......! تو ہماری عاجزیوں اور ناتوانیوں سے خوب واقف ہے ہم گناہ گار اور بدکار بندوں پر یہ نہایت ہی کڑا وقت ہے کہ جب تیرے حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کھلے بندوں گستاخی کی جسارت کی جارہی ہے۔ اے مالک......! ہم مجبور ہیں لیکن تو تو قادر ہے، اے مولیٰ ہم عاجز ہیں لیکن تو تو متکبر ہے اے رب ہم بے بس ہیں لیکن تو تو قہار وجبار ہے تو ہی دربارِ رسالت کے ان گستاخوں کو نیست ونابود فرما دے۔

زیرِ نظر رسالہ "حضرت رضا بریلوی کا محبوب صورت وسیرت" جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی جانب سے شائع ہونے والی 141 ویں اشاعت ہے۔ یہ رسالہ دراصل حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب کی تصنیف "امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ" سے حاصل کردہ ایک مضمون ہے جس میں فاضل مصنف نے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان کے محبوب جو کہ محبوبِ رب العالمین ﷺ ہیں کا ذکر کیا ہے۔ اس مضمون کو جمعیت اشاعت اہلسنّت علیحدہ سے رسالے کی صورت میں شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف موصوف کے علم وعمر وعمل میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ

حضرت رضا بریلوی کا محبوب

صورت وسیرت

دنیا چاہے کچھ کہے محبت کئے جانے کے لائق صرف وہی ذات ستودہ صفات ہے جو مقصودِ کائنات اور محمودِ ارض وسماوات ہے جس سے خود اللہ ربُّ العزت نے محبت فرمائی، اور محبت فرما کر آپ کی ذات کو معیارِ الفت اور مرکزِ عقیدت بنادیا......اور کمال اعزاز تو دیکھئے کہ اپنی محبت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کردیا، اب جسے خدا کی محبت کی تلاش ہے اسے محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے محبت کرنی ہوگی، ان کی اطاعت وغلامی کا طوق زیبِ گلو کرنا ہوگا۔ ارشاد پروردگار ہے:۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ [1]

ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو میرے فرماں بردار ہوجاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

مشرکینِ مکہ کہا کرتے تھے کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں، ان سب کو حکم دیا گیا کہ اگر تم واقعی خدا کی محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب کی غلامی کرو، پھر یہ ہوگا کہ ابھی تو تم خدا کے چاہنے والے بنتے ہو، اور خدا کو اپنا محبوب بتاتے ہو، مگر پھر خدا تمہارا چاہنے والا ہوگا، اور تم اس کے محبوب، اس آیت نے ذہن دیا کہ غلامیِ مصطفیٰ سے مردود بھی محبوبِ خدا بن جاتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر مومن ان کی اتباع کرے، ان کی نوازش سے آس لگائے رکھے، اور ان کے آستانۂ کرم سے وابستہ رہے کیوں کہ رحمتِ پروردگار آپ کا دربارِ پُرانوار ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا الرَّحِيْمًا﴾ [2]

---

[1] سورة آل عمران: ٣١/٣

[2] سورة النساء: ٦٤/٤

ترجمہ:۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمادیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں۔

اولاً : حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری۔

ثانیاً : اپنے گناہ سے وہاں جاکر توبہ کرنا۔

ثالثاً : حضور ﷺ کا شفاعت فرمانا۔

اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو قبول توبہ کی امید نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بارگاہ الٰہی کے وکیل مطلق یا مختار عام ہیں، کیوں کہ گناہ تو کیا ربّ کا مگر جاؤ کہاں محبوب ﷺ کی بارگاہ میں۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے　　حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

معلوم ہوا جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہ مصطفےٰ میں آکر مانگو، جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے ملے گا، اسی دروازے سے ملے گا۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

نیز یہ کہ شفاعت کے لئے مدینہ پاک میں حاضری ضروری نہیں، اسی لئے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا جہاں بھی ہو قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ کیونکہ دل ان کی جلوہ گاہ ناز ہے۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

دل میں روشن ہے شمع عشق حضور　　کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

محبوب کی بارگاہ میں یہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں، گنہگاروں کے لئے ہے، کسی طرح کا مجرم ہو، کافر ہو، منافق ہو، کوئی ہو، اگر صدقِ دل سے مذکور نقوش کے مطابق توبہ کرے تو رحمتِ الٰہی ضرور دستگیری کرے گی۔ معلوم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی، دین و دنیا کی سعادت و فیروزمندی کے لئے محبوبِ دو عالم ﷺ کی رضا کی تحصیل ناگزیر ہے...... بقول ڈاکٹر محمد اقبال

شب پیش خدا بگریستم من ‏ مسلمانان چرا خوارند و زارند
جواب آمد نمی دانی کہ این قوم ‏ دلے دارند، محبوب ندارند

ایک رات میں نے دربارِ خداوندی میں روکر عرض کی کہ اے میرے مولیٰ آج مسلمان ہرطرف کیوں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ تو نہیں جانتا کہ اس قوم کے پاس دل تو ہے لیکن دل میں عشقِ مصطفےٰ (ﷺ) نہیں ہے (1)

عبادت کی شان، ایمان کی آن آپ ﷺ کی محبت ہے، حضور جانِ نور کی محبت کی عطر بیزی سے کائنات کا دل ودماغ معطر ہے، انبیاء سے لے کر اولیاء تک عام انسانوں سے لے کر فرشتوں تک پورا بزمِ عالم آپ ﷺ کی نعت گوئی میں مصروف ہے، آپ کی مدح وثناء میں رطب اللسان ہے، علامہ محمد انوار اللہ حیدرآبادی تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت آدم نے جب عدم سے آنکھ کھولی تو پہلے پہلے جس چیز پر نظر پڑی وہ آپ ہی کا نام نامی تھا، جو خالق بے ہمتا کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر تھا، شجرِ خلد کا ہر پتہ گواہی دے رہا ہے کہ ان کی نظیر کا کہیں پتہ نہیں، ہر فرشتہ آپ کے ذکر میں رطب اللسان ہے، اور بزبانِ حال "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے ساتھ نغمہ سرا ہے۔ ایک طرف انبیاء اولوالعزم نعت گوئی میں مصروف ہیں، تو دوسری طرف آرزو امتی ہونے کی کوئی کررہا ہے اور کوئی ان کے توسل سے مرادیں مانگ رہا ہے'' (2)

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ ہی باعث تخلیق آدم و بنی آدم اور حبیب ومحبوبِ پروردگار

عالم ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ایک جگہ جمع تھے، اور آپ کا انتظار کررہے تھے کہ آپ تشریف لے آئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بات کتنی حیرت انگیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، دوسرے نے کہا یہ اس سے عجیب تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا، (ملخصاً) اسی دوران فخرِ دو عالم ﷺ نزدیک آپہنچے، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے، اور تمہارا تعجب بجا ہے، کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام واقعی اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلیم ہیں، لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں'' (3)

اس حدیث کے ماتحت لمعات[1] شرح مشکوۃ میں ہے (عربی سے ترجمہ) یعنی لفظ حبیب، خلّت، تکلم، اصطفا، اور مناجات سب کا جامع ہے۔ مع ایک ایسی زائد چیز کے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں، اور وہ ہے اللہ کا محبوب ہونا، ایسی محبت ہے جو حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے، نتیجہ نکلا حبیب وہ ہے جو خلیل بھی ہو، کلیم بھی ہو، نبی بھی ہو اور مصطفےٰ بھی، گویا جو جامع الصفات ہو اور:

''آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری'' [2]

کا مصداق ہو وہ حبیب ہے۔

---

[1] حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے "مشکوٰۃ المصابیح" کی دو شروح لکھیں ایک شرح فارسی زبان میں "اشعۃ اللمعات" کے نام سے جو کہ مکمل ہے متعدد بار چھپ چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے اور دوسری عربی زبان میں "لمعات التنقیح" کے نام سے جو کہ صرف آخر کتاب الجنائز تک ایک عرصہ قبل لاہور سے چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔

[2] یعنی، وہ ساری خوبیاں جو سب میں ہیں وہ سب کی سب تجھ اکیلے میں ہیں۔

علامہ صفوری علیہ الرحمہ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے:۔

''موسیٰ علیہ السلام نے ربّ سے پوچھا کہ مولیٰ میں تیرا کلیم ہوں، اور محمد ﷺ تیرے حبیب ہیں۔ یہ تو فرما کلیم اور حبیب میں فرق کیا ہے؟ خدا نے جواب دیا کہ کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے، کلیم وہ ہے جو اللہ کو چاہے اور حبیب وہ ہے جسے اللہ چاہے''

(نزہۃ المجالس، ج2/ص73)

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں!

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ (4)

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل وحبیب کے مقامِ امتیاز کی وضاحت بڑی مفصل فرمائی ہے، اخیر میں فرماتے ہیں .... ''امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے محبت اور خلّت کے بارے میں متکلمین حضرات کا کلام نقل کرتے ہوئے کافی طویل بیانات نقل کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ محبت کا مقام، خلّت کے مقام سے افضل ہے۔ پس حبیب خلیل سے افضل ہوئے'' (5)

خلیل پر حبیب کی بہت ساری فوقیت وفضیلت میں سے ایک واضح فضیلت یہ ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کے متعلق خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾[1] .... خدا نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔

اور ادھر اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ جو آپ کا غلام ہوگا۔

﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾[2] .... اللہ اس سے محبت کرے گا۔

تو معلوم ہوا کہ وہاں تو صرف ابراہیم علیہ السلام کو خلیل فرمایا تھا اور یہاں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ سے بھی محبت کا وعدہ فرمایا جارہا ہے۔

---

١ النساء: ١٢٥/٤ — ٢ آل عمران: ٣١/٣

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے رہِ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

ان حقیقتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور علیہ السلام ہی کی وہ ذاتِ اقدس ہے جو شرعاً محبت کی حقیقی حقدار ہے جو کو ہم نے قرآن وحدیث اور اقوالِ علماء سے ثابت کیا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام عادتاً، طبیعتاً بھی محبت کے لائق ہیں کیوں کہ ان کے احسانات سب پر فائق ہیں اور آپ کا حُسنِ سلوک سب کو شامل ہے۔

حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں:۔

''دنیا کا عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی ایک یا دو مرتبہ احسان کرتا ہے تو وہ اس کا بندۂ بے دام ہوجاتا ہے۔ یا کسی کو کوئی ہلاکت یا نقصان سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ اس کا ممنونِ احسان ہوتا ہے، حالانکہ یہ ہلاکت ونقصان عارضی ہوتے ہیں، لیکن وہ ذاتِ کریم جس کے احسان دوامی ہیں، اسی طرح آپ نے جس ہلاکت سے ملت کو محفوظ فرمایا وہ عذابِ دوزخ اور اس کی ہلاکت سے متعلق ہے، جس کا طویل زمانہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ لہٰذا وہی ذات محبت والفت کے قابل ہے جو ان تمام مصائب و آلام سے نجات دلا کر ابدی سکون واطمینان دلائے اور وہ ذات محسنِ انسانیت سرکار دوعالم ﷺ کی ہے'' (6)

جس ذات کی محبت قرآن وحدیث کا مدّعاء اور عارفین، صالحین، کاملین کے اقوال و آراء کا خلاصہ ہے .... حضرت رضا بریلوی نے اپنی محبت کا مرکز اور عشق کا محور اسی فخرِ کائنات، محسنِ انسانیت، مرکزِ دائرہ معارف، محبوبِ رب العالمین، ممدوحِ انبیاء ومرسلین کی ذات عظیم الصفات کو قرار دیا۔ ان کا لکھنا پڑھنا، سونا جاگنا، جلوت وخلوت، مسرت ومحبت سب اسی جانِ جاناں کے ذکرِ جمیل اور تصورِ عشق میں ہوتا تھا، بس وہ تھے اور جلوۂ محبوب، خود فرماتے ہیں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — لِلّٰہِ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا (7)

آیئے اس محبوب کی سیرت زیبا کی زیارت اور مصحفِ رُخ کی تلاوت سے آنکھیں ٹھنڈی جگر تازے اور جانیں سیراب کریں۔

صورت

محبت کے لئے صورت و سیرت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی لئے بعض کے نزدیک محبت کا معیار حُسنِ صورت ہے اور بعض کے نزدیک حُسنِ سیرت، محبت کا چاہے کوئی سا بھی معیار ہو آپ ﷺ کا تو عالم یہ ہے کہ نہ آپ کے حُسنِ صورت کا بزمِ کائنات میں کوئی جواب ہے اور نہ آپ کے حُسنِ سیرت کی کوئی نظیر، آپ اپنی صورت و سیرت میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ دنیا جہان میں ایسی کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی گئی جسے حُسن وخوبی کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہو اور وہ آپ میں موجود نہ ہو، بلکہ ہر حُسن وخوبی آپ کے قدمِ ناز کا بوسہ لے کر اور خاکِ پا چوم کر ہی حُسن وخوبی کے لفظ سے یاد کئے جانے کے لائق بنی ہے۔ آپ کی نسبت سے ذرہ رشکِ آفتاب اور قطرہ غیرتِ ماہتاب بنتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے تصور میں جو تصویر بنی وہ بھی نبوت سے نوازدی گئی۔ رسالت سے سرفراز کردی گئی۔

مُحسن کاکوری فرماتے ہیں:۔

بہت پرزور تھا خامہ اگرچہ دستِ قدرت کا　　نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشہ
مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسیٰ　　تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے تیرے قد کا

یعنی آپ کی تصویر سے پہلے (کم وبیش) ایک لاکھ تیئس ہزار نوسوننانوے تصویریں بنائی اور مٹائی گئیں۔ اتنے مشق و ریاض اور چاہت کے بعد جو تصویر بنی وہ تصویر ہے آمنہ کے راج دُلارے، عبداللہ کی آنکھوں کے تارے، بے چین روحوں اور ٹوٹے دلوں کے سہارے جن کی وجہ سے خدا نے یہ عالم سنوارے، نکھارے، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی اور پھر کمالِ محبت دیکھئے کہ قلمِ قدرت نے جن تصاویر کے خاکے ترتیب دے کر چھوڑ دیئے، انہیں بھی خلعتِ پیغمبری اور تاجِ نبوت سے مشرف فرمادیا کیوں کہ وہ تصویریں محبوب کی تصویر کے تصور سے منصۂ شہود پر آئی تھیں۔

صفحۂ دہر پر صورت گر ہستی نے امیر　　ان کی تصویر وہ کھینچی کہ قلم ٹوٹ گئے

چہرۂ مصطفےٰ ﷺ حُسن و جمال، خوبی اور کمال کا مظہر ہے آپ حُسنِ کامل ہیں اور حُسنِ یوسف علیہ السلام، حُسنِ محمدی ﷺ کی ایک تابش تھی، اور دنیا بھر کے حسین وجمیل حُسنِ محمدی ﷺ کی ایک جھلک ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا فرمایا جس کی تعریف وتوصیف سے زبان عاجز ہے................ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری حُسنِ محمدی ﷺ کو یوں اپنے قلم کا خراج پیش کررہے ہیں۔

''ایسا حسین وجمیل چہرہ کہ بس دیکھا کیجئے...... دیکھنے والوں نے ایسا حسین نہ دیکھا...... سننے والوں نے ایسا حسین نہ سنا...... ایسا حسین، جس کے حُسن و جمال پر دیکھنے والوں نے ایمان نچھاور کردیئے...... دل فدا کردیئے...... جانیں قربان کردیں...... اللہ، اللہ کشش کا عالم...... سارے عالم کے دل کھینچنے لگے...... پیاری پیاری ادائیں سبحان اللہ، ماشاء اللہ...... جانے کو دل نہیں چاہتا...... ہیبت وجلال کا

یہ عالم کہ شاہوں کے قدم لڑکھڑارہے ہیں

ظاہر میں غریبُ الغرباء پھر بھی یہ عالم　　شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ (8)

حُسنِ بے مثال کا یہ عالم تھا کہ زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا:۔

لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ [1]

ایسا حسین وجمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد۔

---

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے " جامع الترمذی " کے مناقب، باب وصف علی للنبی ﷺ (برقم: ۳٦۳۷) میں اور امام احمد نے " المسند " (٩٦/١) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے " مشکاۃ المصابیح " کے کتاب أحوال القیامة ......الخ، باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ۵۷۹۱-١٦) میں نقل کیا ہے۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں(9)

حضرت ابونعیم فرماتے ہیں کہ:۔

حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء مرسلین، بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے، مگر ہمارے نبی، اللہ کے حبیب ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا ہوا کہ جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا، حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جُز ملا تھا، اور آپ ﷺ کو حُسن کل دیا گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔﴿وَ الضُّحٰى وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى﴾[1]، اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں، ﴿وَ الضُّحٰى﴾ اشارہ ہے نورِ جمالِ مصطفٰے ﷺ کی طرف، اور ﴿وَ الَّیْلِ﴾ کنایہ ہے گیسوئے عنبرین سے۔(خزائن العرفان)[2]

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

**ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحٰی تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم (10)**

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ :۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے وجودِ مبارک میں وحی الٰہی معجزات اور دیگر دلائلِ نبوت کا اثر وظہور بھی نہ ہوتا تو آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک بھی دلیلِ نبوت کو کافی تھا۔[3]

---

[1] سورة الضحیٰ: ۹۳/۱-۲

[2] یہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہے جو صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ کی لکھی ہوئی ہے۔

[3] اس حدیث کو امام بیہقی نے "الدلائل النبوة" (۱۹۹/۱) میں اور ابن کثیر نے "البداية و النهاية" (۱۷/٦) میں اور قسطلانی نے "المواهب اللدنية" (المجلد (۲)، المقصد الثالث فيما فضله الله به، الفصل الأول فی کمال خلقته و جمال صورته ﷺ، ص ۹، مطبوعة :دار الکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤١٦ھ، ١٩٩٦ء) میں ذکر کیا ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

حضور ﷺ صورت و سیرت میں لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔[1]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

"رسول اللہ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے، جس کسی نے بھی آپ کی توصیف کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ پر یوں معلوم ہوتی تھی جیسے موتی"۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

(قصیدہ سلامیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا کہ آفتاب آپ کے چہرے میں چل رہا ہے"۔[2]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

میں چرخہ کات رہی تھی۔ اور حضور ﷺ میرے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعائیں

---

[1] اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی "صحيح" کے کتاب المناقب، باب صفة شعره ﷺ، میں روایت کیا ہے اور قسطلانی نے "المواهب اللدنية" کے المقصد الثالث، الفصل الأول فی کمال خلقته ......الخ میں ذکر کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب المناقب، باب فی صفة النبی ﷺ (برقم: ٣٦٤٨) میں اور "الشمائل المحمدية" کے باب ما جاء فی مشية رسول الله ﷺ میں اور امام احمد نے "المسند" (۳۵۰/۲) میں روایت کیا ہے اور تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے کتاب أحوال القيامة الخ، باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ٥٧٩٥) میں اور قسطلانی نے "المواهب اللدنية" کے المقصد الثالث، الفصل الأول میں ذکر کیا ہے۔

نکل رہی تھیں، اس حسین منظر نے مجھ کو چرخہ کاتنے سے روک دیا بس میں آپ کو دیکھ رہی تھی، کہ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں، اگر ابو کبیر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اس شعر کا مصداق

وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ　　بَرَقَتْ بُرُوْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

آپ ہی ہیں کہ جب میں اس کے روئے مبارک کو دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں کی چمک مثل ہلال نظر آتی ہے۔[1]

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

چاندنی رات تھی، اور حضور ﷺ حلہ حمراء اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور ﷺ کے چہرہ انور کو۔

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ [2]

بالآخر میرا فیصلہ یہی تھی کہ حضور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا　　بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

(قصیدہ نوریہ)

---

[1] اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی نے خطیب، ابن عساکر اور ابو نعیم کے حوالے سے " الخصائص الکبریٰ " کے باب الآیة فی عرقه الشریف ﷺ (۱/۱۱۵) میں نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو امام ترمذی نے " جامع الترمذی " کے کتاب الأدب، باب ما جاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال (برقم: ۲۸۱۱) میں اور دارمی نے اپنی " سنن " کے مقدمہ (باب فی حسن النبی ﷺ، برقم: ۵۷) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے " مشکاة المصابیح " کے کتاب أحوال القیامة الخ باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ۵۷۹۴-۱۹) میں اور قسطلانی نے " المواهب اللدنیة " کے المقصد الثالث، (الفصل الثالث، النوع الثانی فی لباسه و فراشه، ص ۱۵۹) میں ذکر کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

میں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، ہر چند تلاش کی مگر اندھیرے کے سبب نہ ملی، پس حضور ﷺ تشریف لے آئے، تو آپ کے رخ انور کی روشنی سے سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ اور سوئی چمکنے لگی، تو مجھے اس کا پتہ چل گیا۔[1]

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں، جانیں سیراب
سچے سورج وہ دلآرا ہے اُجالا تیرا (11)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پورا حُسن و جمال لوگوں پر ظاہر نہیں کیا گیا، ورنہ کسی میں طاقت نہیں تھی کہ حُسن محمدی ﷺ کی تاب لا سکتا ہے،

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"کہ میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ (ﷺ)! یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے۔ اور اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

(دُرّ الثمین فی مبشّرات النّبی الأمین ﷺ، ص ۷)

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب (12)

---

[1] اس حدیث کو امال جلال الدین سیوطی نے ابن عساکر کے حوالے سے " الخصائص الکبریٰ " کے باب الدیة فی وجهه الشریف ا (۱/۱۰۶) میں نقل کیا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''حضور ﷺ کا پورا حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ کا پورا حُسن و جمال ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔ ۱

بانی مدرسہ دیو بند قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:۔

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت — نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار (13)

حضرت رضا بریلوی نے حضور محبوبِ خدا، محبوبِ دو جہاں، قرارِ جسم و جاں علیہ التحیہ و الثناء کے حسن بے مثال و جمال باکمال کی جو تصویر کشی کی ہے، نظم میں جو گلشن سجائے ہیں۔ اس کی تازگی و رعنائی سے اردو ادب کا دامن ہی مالا مال نہیں ہوا ہے فکر و بصیرت کے چمن میں بھی بہاروں کی بارات اُتری ہے۔ فکرِ رضا جب گلشنِ جمال کی سیر کو تیز گام ہوا ہے تو 158 اشعار پر جا کر سیری ہوئی ہے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ''قصیدۂ نور'' جیسا طویل۔ مُرصّع قصیدہ دعوتِ نظارہ دے رہا تھا تبرکاً چند اشعار پیش ہیں:۔

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا — مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا — رُخ ہے قبلہ نور کا اَبرو ہے کعبہ نور کا
آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا — مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زُجاجہ نور کا — تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا
وصفِ رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا — قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا
دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا — من رآنی! کیسا یہ آئینہ دکھایا نور کا
کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا — مانگتا پھرتا ہے آنکھیں، ہر نگینہ نور کا
سرمگیں آنکھیں حریمِ حق کے وہ مشکیں غزال — ہے فضائے لامکاں تک جس کا رمنا نور کا
ک، گیسو، ہ دہن، ی ابرو، آنکھیں ع، ص — کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا
اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے — ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا (14)

۱ المواهب اللدنية، المجلد (٢)، المقصد الثالث فيما فضله الله تعالىٰ به، ص ٥، دار الكتب العلمية)

سیرت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب دونوں عالَم کے طبیب علیہ التحیہ والتسلیم کو حُسنِ سیرت کے بھی خوشنما جلووں سے خوب خوب نوازا تھا، حد تو یہ ہے کہ آپ کی سیرت کو سیرت کی تعمیر و تکمیل کے لئے نمونہ بنا کر پیش فرمایا اور دعوت عام دیدی جو چاہے اس نمونہ کو اپنا کر رضائے مولیٰ کو اپنا لے، ان کی سیرت کی اتباع و پیروی ہی میں دونوں جہان کی سرخروئی و فیروز مندی جو پھیلے تو قرآن بن کر انفس و آفاق پر چھا جائے اور سمٹے تو نبوت بن کر روح کی تسخیر کرتا ہوا دلوں میں سما جائے۔

سرکار کی سیرت میں کتنی بڑی حکمت ہے — پھیلے تو وہ قرآن ہے سمٹے تو نبوت ہے

اصحابِ سیر نے آپ کی سیرت کے ہر پہلو پر بحث کی ہے اور ہر گوشے کو محفوظ کر دیا ہے، سعادت اندوزی کے لئے ایسے ایسے گلستان سجائے ہیں کہ ایمانی کلیاں کھلکھلا اٹھتی ہیں۔ ہم ان ہی گلہائے رنگا رنگ سے چند حسین پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

لباس:۔ سرکار دو عالم ﷺ سیاہ عمامہ زیب سر اقدس فرماتے تھے جس میں شملہ بھی ہوتا تھا۔ رومی جبہ زیب تن فرمایا اور سیاہ بالوں والی کملی بھی استعمال فرمائی، سفید لباس بہت پسند تھا، سرخ و سیاہ اور سبز لباس بھی استعمال فرمایا کرتے تھے، تہبند بھی بہت پسند تھا جو نصف پنڈلی تک رہتا۔ ایک صحابی کو ملاحظہ فرمایا۔ کہ نیچا تہبند باندھے جا رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

أَمَا لَکَ فِيَّ أُسْوَۃٌ ۱ .... کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے۔

بے شک عاشق کو حکم کی ضرورت نہیں، نشانِ قدم کی ضرورت ہے، وہ اسی پر مرمٹتا ہے موشگافیاں اہلِ عقل کو مبارک ہوں، اسی موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:۔

فَلَاحَقَّ لِلْإِزَارِ فِی الْکَعْبَیْنِ ۲ .... تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔

۱ یہ دونوں حدیثیں امام ترمذی نے " الشمائل المحمدية" کے باب ما جاء في صفة ازار رسول الله ﷺ میں روایت کی ہیں۔

اللہ اللہ دنیا میں حقوق کی ایسی پاسداری کس نے کی ہوگی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بات سب سے سنی ہوگی، لیکن حقوق الاعضاء کی بات نہ سنی ہوگی۔ کیا خوب ارشاد ہے کہ جس کا جو حق ہے وہی اس کو ملنا چاہئے، کسی کو حق سے زیادہ دے کر دوسروں کی حق تلفی نہ کرو۔ ہماری بربادی کی اصل وجہ یہی حق تلفیاں ہیں۔

پاپوش: شاہِ حبش نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں سیاہ چمڑے کے موزوں کی ایک جوڑی بھیجی تھی آپ نے وہ بھی استعمال فرمائی۔[1] دو تسمے والے پاپوش مبارک بھی استعمال فرمائے۔ یہ پھٹ جاتے تو خود ہی مرمت فرمالیتے، سبحان اللہ......! آقا کا یہ حال اور غلاموں کا یہ حال کہ بیسیوں، بلکہ سینکڑوں روپئے جوتوں پر صرف کئے جارہے ہیں۔ اور یہ ہمت عوام تو عوام علماء کو بھی نہیں کہ پھٹی ہوئی جوتی کی خود ہی مرمت کرلیں۔

طعام مبارک: حضور ﷺ کی خوراک بہت ہی سادہ تھی پیٹ بھر کر کھجور بھی تناول نہ فرمائی۔ پورے پورے مہینے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی اور ابتداءِ اسلام میں تو ایسا کٹھن وقت بھی آیا کہ **ایک ایک مہینے درخت کے پتوں کے سوا کچھ میسر نہ تھا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ** کے لئے اپنے بغل میں کچھ چھپالاتے اور بس...... یہ حکایت خونچکاں خود سرکارِ دوعالم ﷺ کی زبان مبارک سے سنئے۔

لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَ مَا يُخَافُ أَحَدٌ وَ لَقَدْ أُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَ مَا يُؤْذَى أَحَدٌ وَ لَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ وَّ مَالِيْ وَ لِبِلَالٍ طَعَامٌ

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب الأدب، باب ما جاء في الخف الأسود (برقم: ۲۸۲۰) میں اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے أبواب الطهارة، باب ما جاء في المسح على الخفين (برقم: ۵۴۹) میں روایت کیا ہے اور تبریزی نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب اللباس، باب النعال، الفصل الثانی (برقم: ۴۴۱۸-۱۲) میں ذکر کیا ہے۔

يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيْهِ إِبْطُ بِلَالٍ[1]

ترجمہ: ہاں اللہ کے راستے میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں جتنی مجھے تکلیف دی گئی ہے، کسی کو نہیں دی گئی اور ہاں (میری زندگی) تیس دن رات ایسے بھی گذر گئے ہیں کہ کھانے کے لئے وہ بھی نہ تھا جو جانور کھاسکیں، بس بلال تھوڑا بہت بغل میں چھپالاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح وشام کے کھانے میں کبھی روٹی اور گوشت جمع نہیں...... وصال مبارک تک گھر میں دو دن مسلسل ایسے نہ گذرے جس میں پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی تناول فرمائی، اتنی بھی نہ ہوتی کہ کھانے کے بعد بچ رہے...... اور جو کا آٹا بھی چھنا ہوا نہ ہوتا جو غریب سے غریب انسان بھی نہ کھاسکے، نہ کبھی چپاتی نوش فرمائی اور نہ میز پر کھایا ہمیشہ زمین پر اور دسترخوان پر تناول فرمایا، رات کا کھانا نوش نہ فرماتے۔ بس ایک وقت کھانا تناول فرماتے، سرکار دوعالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز جناب مسروق ؓ کو کھانا کھلایا، اس دن دسترخوان پر روٹی، سالن تھا سرکار یاد آگئے۔ رونے لگیں، روتی جاتیں اور فرماتی جاتیں، میں نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا، میرے سرکار نے بھی کبھی روٹی اور گوشت سیر ہو کر نہ کھایا، رونے کو جی چاہتا تو خوب روتی ہوں، اللہ اکبر:۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا　　　اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(رضا بریلوی)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ وہ کھانا تیار کریں جو سرکار دوعالم ﷺ

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے كتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، باب (۳۴)، (برقم: ۲۴۷۲) میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے مقدمہ کے بیان فضل أبي سلمان و أبي ذر السخ (برقم: ۱۵۱) میں کچھ الفاظ کے اختلاف سے روایت کیا ہے اور تبریزی نے "المشكاة المصابيح" میں نقل کیا ہے۔

تناول فرماتے تھے، فرمایا وہ کھانا کوئی نہ کھا سکے گا، اصرار کیا گیا تو آپ نے جَو کا گندھا ہوا آٹا پتیلی میں ڈالا، اوپر سے تھوڑا سا روغن ڈالا، اور اس پر سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر چھڑک دیا...... لیجئے سرکار کا کھانا تیار ہو گیا، اللہ اللہ......! سرکارِ دو عالم ﷺ کی یہ قناعت اور ہمارا یہ حال! وہ کھانے جو سرکار نے کبھی کبھار دعوت میں تناول فرمائے وہ ہم روزانہ گھر پر کھاتے ہیں............ کدو بہت ہی مرغوب تھا دعوت میں پیش کیا جاتا تو قتلے نکال نکال کر نوش فرماتے۔ لیکن آج عوام و خواص کی عیش پسندی و لذت اندوزی کا یہ عالم ہے کہ بوٹیاں نکال نکال کر تناول کرتے ہیں:۔

ببیں تفوت راہ از کجا ست تا کجا؟ [1]

ایک بار ربیع بنت معوذ (رضی اللہ عنہا) تازہ کھجوریں اور ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئیں آپ نے خوش ہو کر قریب ہی رکھے ہوئے سونے کے زیورات مٹھی بھر کر عنایت فرما دیئے۔ یہ زیورات اس وقت بحرین سے تحفتاً آئے تھے، اللہ اللہ

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

(رضا بریلوی)

پانی پینا: سرکارِ دو عالم ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا شربت پسند تھا، دودھ بھی مرغوب تھا اور شہد بھی...... دودھ کے لئے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو بیک وقت پانی اور غذا دونوں کے قائم مقام ہو...... سرکار مشروبات کو بیٹھ کر نوش فرماتے۔ وضو کا بچا ہوا پانی، اور آبِ زمزم کو ہمیشہ کھڑے ہو کر نوش فرمایا...... تین سانس میں نوش فرماتے کہ اس میں بے شمار طبی فوائد ہیں۔

تقسیمِ اوقات: سرکارِ دو عالم ﷺ نے اوقات یومیہ کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا، ایک حصہ اللہ کے لئے، دوسرا اہلِ خانہ کے لئے، تیسرا اپنے لئے۔ جو اپنے لئے مخصوص کیا تھا پھر اس کو دو حصوں

[1] یعنی، دیکھ تفاوت راہ کہاں سے ہے......؟، کہاں تک ہے......؟

میں تقسیم کر لیا، ایک اپنے لئے اور دوسرا مخلوقِ خدا کے لئے اللہ اکبر......! اُمت مرحومہ سے یہ محبت کہ وقت بھی دیا تو اپنے ہی حصے میں سے دیا، عوام و خواص سے جب ملاقات فرماتے تو خواص کو ترجیح دیتے، وہ خواص جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ [1]، اللہ کے نزدیک وہ چنیدہ ہے جو معاشرے میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو............ مگر مادہ پرستی کے اس دور میں اس کی عزت کی جاتی ہے اور اسی کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے پاس مال و دولت ہو، جو جاہ و حشمت کا مالک ہو، جس کو کثرت کی حمایت حاصل ہو، مگر حضور انور ﷺ نے ایک ہی معیار رکھا اور وہ سچائی اور نیکی کا معیار تھا۔

اَکل و شُرب: عادت شریفہ تھی کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد، ہاتھ دھوتے، کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھتے، اس سنت کی حکمت ایک دیدہ ور نے سمجھائی فرمایا کہ ایک سرجن ہاتھ دھو کر سیدھے آپریشن تھیٹر میں تشریف لے گئے جب ان سے پوچھا کہ ہاتھ دھو کر کیوں نہ پونچھے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر چیز پر جراثیم موجود ہیں۔ تولئے پر بھی جراثیم ہوتے ہیں۔ اگر پونچھ لیتا تو عین ممکن تھا کہ جراثیم منتقل ہو کر میرے ہاتھ پر آتے اور پھر مریض کے زخم میں منتقل ہو جاتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ فائدے میں وہی رہے جنہوں نے آنکھیں بند کر کے سنت پر عمل کیا۔ جنہوں نے آنکھیں کھولیں اور عقل کو کام پر لگایا نقصان میں رہے۔ جو بات آنکھ والوں اور عقل والوں کو چودہ سو برس بعد سمجھ میں آئی وہی بات دل والوں کو اسی وقت سمجھ میں آئی۔ علامہ اقبال نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی کہ:۔

حضور ﷺ نے "انسانی مساعی کو بہت ہی مختصر کر دیا" یعنی جو بات صدیوں میں سمجھ میں آ سکتی تھی، منٹوں، سیکنڈوں میں سمجھا دی۔

اسی لئے تو ایک بزرگ کہتے تھے کہ شرعی معاملات میں عقل کو کام میں نہ لاؤ۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ شریعت کی بات عقل کے مطابق نہیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ عقل کے سمجھنے میں وقت اور دولت دونوں کا ضیاع ہے۔ اور اس مختصر زندگی میں یہ ضیاع نہایت نامعقول بات ہے۔

کھانے کے آداب میں سرکار دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

فَسَمِّ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ مِمَّا یَلِیْکَ[1]

ترجمہ:۔بسم اللہ پڑھو اور جو کچھ سامنے رکھا ہوا اس کو داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔

تہذیب جدید میں اس سنت کا کیسے مذاق اڑایا جارہا ہے؟ اغیار نہیں ہم خود مجرم ہیں۔کیسی بسم اللہ، کس کی بسم اللہ...... بیٹھے بیٹھے کھڑے ہوگئے۔اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔اور کھڑے ہوکر چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہیں، کس کا داہنا ہاتھ اور کیسا داہنا ہاتھ؟ اپنے آگے سے، سب کے آگے سے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، آج تجدید عہد کی ضرورت ہے کہ ہم ہر اس رسم کو خاک میں ملادیں، جس نے سرکار کی سنت کو خاک میں ملادیا ہے۔

خوشبو: سرکار دو عالم ﷺ کو خوشبو بہت مرغوب تھی، گویا سراپا مہک تھے، خوشبو کا ہدیہ کبھی واپس نہ فرمایا۔اور ارشاد فرمایا کہ، خوشبو، دودھ، اور تکیہ کا ہدیہ کبھی واپس نہ کرو...... خوشبو کے بارے میں بڑی لطیف بات فرمائی کہ خوشبو دو قسم کی ہے۔

طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَ طِیْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَ خَفِیَ رِیْحُهٗ۔[2]

مردانی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو تو خوشبو ظاہر ہو اور زنانی خوشبو وہ ہے جس

---

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام و الأكل باليمين (برقم: ٥٣٧٦) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الأشربة، باب آداب الطعام و الشراب و أحكامهما (برقم: ٢٠٢٢/١٠٨) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الأطعمة، باب الأكل باليمين (برقم: ٣٧٧٧) میں، ترمذی نے "جامع الترمذی" کے أبواب الأطعمة، باب التسمية عند الطعام (برقم: ٣٢٦٧) میں اور دارمی نے اپنی "سنن" (برقم: ٢٠١٩) میں، مالک نے "الموطا" کے کتاب صفة النبی ﷺ میں روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

[2] اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب الأدب، باب ما جاء فی طیب الرجال و النساء (برقم: ٢٧٨٧) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب النکاح، باب ما یکره من ذکر الرجل ما یکون من أصابته أهله (برقم: ٢١٧٤) اور نسائی نے "کتاب الزینة" باب الفصل بین طیب الرجال و طیب النساء (برقم: ٥١٢٠_٥١٢١)، احمد نے "المسند" (٢/٥٤٠،٥٤١)، ولی الدین تبریزی نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی، (برقم: ٤٤٤٣_٢٥) میں ذکر کیا ہے۔

کا رنگ ظاہر ہو خوشبو ظاہر نہ ہو۔

تبسم: سرکار دو عالم ﷺ مسکراتے رہتے اور دل کی کلیاں کھلاتے رہتے تھے

جس تبسم نے گلستاں پر گرائی بجلی پھر دکھادے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

(رضا بریلوی)

یہ تبسم پنہاں شاہ، وزیر، علماء مشائخ، حاکم اور افسر سب کے لئے ایک درسِ عظیم ہے، یہ سمجھنا کہ عظمت کا راز منہ بسورنے میں مخفی ہے خام خیالی ہے...... عظیم وہی ہے جس کی ٹھوکر پر دولت دنیا ہو پھر بھی وہ مغرور نہ ہو مسکراتا رہے۔

نعت: سرکار دو عالم ﷺ کو اشعار مرغوب نہ تھا۔عبداللہ بن رواحہ، لبید بن ربیعہ، اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کے اشعار سماعت فرماتے۔جن بزرگوں کے ہاں نعت گوئی یا بلا مزامیر قوالی کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔وہ اسی سنت شریفہ پر عمل کرتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ نعتیہ اشعار سننے سے طبیعت میں نرمی اور توازن پیدا ہوتا ہے۔

اخلاق حسنہ: سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق کریمہ بہت عالی تھے خود خالق کائنات فرمارہا ہے۔

﴿وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾[1] آپ کے اخلاق حسنہ سے متعلق بہت سی آیات ہیں۔آپ نرم طبیعت تھے۔نہ کسی کی مذمت فرماتے۔اور نہ کسی کا عیب بیان فرماتے۔اجنبی مسافر کی بدتمیزیوں کو برداشت فرماتے، کوئی بھی کچھ مانگتا فوراً عطا فرمادیتے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے چادر طلب کی، عنایت فرمادی، دوسرے صحابہ نے ان سے کہا یہ کیا کیا" فرمایا اوڑھنے کے لئے نہیں لی ارے یہ تو کفن کے لئے لی ہے۔چنانچہ ان صحابی کو اسی

---

[1] سورۃ القلم: ٣/٦٨۔٤

چادر میں کفنایا گیا...... اللہ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ سے کیسا عشق تھا......!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

میں دس برس سرکار کی خدمت میں رہا۔ لیکن کبھی "ہوں" تک نہ فرمایا اور نہ کسی بات پر باز پرس کی،[1] نہ کسی خادم کو مارا اور نہ ازواج کو...... خلق سراپا تھے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(رضا بریلوی)

عبادت: سرکار دو عالم ﷺ کی عبادت و ریاضت کا حال نہ پوچھئے نفل پڑھتے پڑھتے پاؤں ورما جاتے، عرض کیا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ:۔

أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا[2]

اللہ اللہ کیا نیاز مندی ہے۔ اول رات پر آرام فرماتے، پھیر بیدار ہو جاتے اور نوافل پڑھتے رہتے، نماز فجر سے قبل تھوڑی دیر آرام فرماتے، پھر بیدار ہو جاتے، اور نماز ادا کرتے، اس کے بعد اشراق، وچاشت کے نوافل پڑھتے، نوافل اتنی دیر میں ادا فرماتے کہ جو صحابی شریک ہوتا تھا۔ تھک تھک جاتا، نوافل میں کبھی ایک رکعت میں سورۂ بقرہ کی قرات فرماتے اور دوسری میں آل عمران، پھر ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے، رکوع و سجود میں اتنی ہی تاخیر فرماتے جتنی قیام

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب الأدب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً و لا متفاحشاً (برقم: ٦٠٣٨) میں مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب حسن خلقه ﷺ (برقم: ٥١-٢٣٠٩) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الأدب، باب فی الحلم ......الخ (برقم: ٤٧٧٤) میں اور ترمذی نے "جامع الترمذی" کے البر والصلة، باب ما جاء فی خلق النبی ﷺ (برقم: ٢٠١٥) میں روایت کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب التفسیر، سورة الفتح، باب قوله: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ......﴾، (برقم: ٤٨٣٦) میں روایت کیا ہے۔

میں...... غور تو کیجئے یہ دو نفل کتنے گھنٹے میں پورے ہوتے ہوں گے۔ روزے رکھتے تو مسلسل روزے رکھے چلے جاتے، سمجھنے والے یہ سمجھتے کہ شاید اب افطار نہ فرمائیں گے۔ کس میں ہمت ہے جو ہمت مصطفےٰ ﷺ کا مقابلہ کرے۔

سنئے، سنئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں کہ:۔

"وَ أَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" (ایضاً ص395)

تم میں کون ایسی طاقت وسکت رکھتا ہے جتنی طاقت رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے؟

اللہ اللہ......! جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی جیسے جوش مارتی پتیلی سے آتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک ایک آیت پڑھتے پڑھتے ساری رات گذر جاتی۔

تہجد کی جاگی نگاہوں کا صدقہ مرے بخت خفتہ کو آ کر جگا دے

(کاوش)

فرشِ خواب: سرکار دو عالم ﷺ کا بچھونا بہت سادہ تھا چمڑے میں کھجور کی چھال، اسی کو تو شک سمجھ لیجئے۔ اسی کو گدا سمجھ لیجئے۔ اور عام بستر تو ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا۔ دوہرا بچھا دیا جاتا، اس پر آرام فرماتے ایک روز دوہرا کر دیا گیا تو فرمایا کہ۔

"اس بستر کی نرمی نے رات کی نماز میں رکاوٹ پیدا کر دی۔ (ایضاً ص424)

اللہ اکبر، غور کیجئے! اور اپنی حالت کو دیکھئے، دنیا والوں کی بات نہ کیجئے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے، اور دنیا کو آخرت کے عوض خریدا ہے، دینداروں کی بات کیجئے۔ جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے دعویدار ہیں، ان کے نرم نرم بستر دیکھئے، اور پھر معمولی ٹاٹ پر آرام کرنے والے آقا کا خیال کیجئے...... سرکار جب آرام فرماتے داہنی کروٹ پر اور داہنا ہاتھ خسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ سوتے وقت بھی دعاء فرماتے اور بیدار ہو کر بھی دعاء فرماتے...... اللہ اللہ عین غفلت میں بھی ہوشیاری کا درس دے گئے جب بیٹھتے تو غرور و نخوت کے ساتھ نہیں بیٹھتے،

انکسار کے ساتھ، بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگا کر لیتے۔ مگر کبھی تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرمایا...... بیٹھتے تو کبھی بیٹھے بیٹھے زانو کھڑے کر کے کمر اور زانوؤں کے ارد گرد رومال لپیٹ لیتے، شاید ہمارے ملک کے غریب کسان اسی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ (15)

اک اک ادا ہے آپ کی آیاتِ بینات　　جس زاویئے سے دیکھئے قرآں ہیں مصطفےٰ

واضح رہے کہ محمد عربی فداہ امّی و ابی ﷺ کی سیرت طیبہ کے تعلق سے جو گلفشانیاں کی گئیں ہیں ان کا تعلق ''محمد عربی بحثیت انسان کامل'' سے ہے۔ آپ ﷺ چوں کہ وسیع الجہات اور کثیر الحیثیات ہیں اس لئے ہر حیثیت کی سیرت الگ الگ ہے...... محمد عربی بحثیت ولی، سیرت اور ہے...... محمد عربی بحثیت نبی سیرت اور ہے...... محمد عربی بحثیت افضل الرسل سیرت اور ہے...... محمد عربی بحثیت رحمۃ اللعالمین، سیرت اور ہے...... محمد عربی بحثیت خاتم النبیین، سیرت اور ہے...... وغیرہ وغیرہ...... ان حیثیات کی تفصیلات کے لئے۔ مدارج النبوۃ [1]، شفا شریف [2]...... خصائص کبریٰ [3]...... مواہب لدنیہ [4]...... رسائل رضویہ [5]...... وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

الغرض یہ ہیں گلشنِ نبوت ورسالت کے وہ پھول جن کی خوشبو سے کائنات مہک مہک اٹھی ہے، اور جن کے قدموں کی دُھول پر متاعِ حیات، نقدِ جاں لٹانے پر بھی اربابِ دل کو اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ:۔

---

[1] " مدارج النبوۃ "، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، کی فارسی تصنیف ہے۔ جس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

[2] " الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ " ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

[3] " الخصائص الکبریٰ " امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔

[4] " المواہب اللدنیہ " امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے

[5] " رسائل رضویہ " امام اہلسنّت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کے رسائل کا مجموعہ ہے۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جن کے باغِ حُسن کی بہاروں سے گلشنِ کونین کی نمود و تازگی ہے، ایسے کثیر الفضائل اور پاکیزہ خصائل کہ زمانے نے ان کی مثال نہ دیکھی نہ سنی، نہ دیکھے نہ سنے...... گلشن میں گلاب تو سب دیکھتے ہیں۔ مگر گلابؔ میں گلشن جسے دیکھنا ہو، وحدت میں کثرت کا لطف اٹھانا ہو وہ محمد عربی ﷺ کے چمنستانِ صورت و سیرت کی سیر کرے، اسے احساس ہو جائے گا کہ شبستانِ وُجود اسی ایک گلاب کی نکہت بیزی کا صدقہ ہے...... اسے حضرت رضا بریلوی کا فروغِ نظر یا حُسنِ اعتقاد کی برکت کہئے کہ انہوں نے محبت وعشق کے لئے اسی سچے سورج اور اچھے گلاب کا انتخاب کیا، جن کی غلامی میں کونین کی بادشاہی پنہاں ہے۔ اور جن کی محبت انسان کو اس معراجِ کمال سے آشنا کرتی ہے جہاں ''محبتِ الٰہیہ'' کے سوتے پھوٹتے، چشمے لہراتے ہیں۔ اور ایک معمولی انسان بھی ''عشقِ مصطفےٰ'' کے صدقے میں ''محبوب خدا'' کے تمغے سے سرفراز کر دیا جاتا ہے...... حضرت رضا بریلوی اسی جانِ رحمت پر اپنی متاعِ فکر و فن اور سرمایۂ حیات لُٹا رہے تھے، کبھی تحریر سے...... کبھی تقریر سے...... کبھی نثر میں...... کبھی نظم میں...... کبھی جلوت میں خلوت کے مزے لے کر...... اور کبھی خلوت میں جلوت کی انجمن سجا کر...... کبھی غلامانہ شان سے نیازمندانہ انداز اپناتے ہوئے اور کبھی محبوبانہ شان سے سراپا ناز بنے ہوئے...... کبھی یاس...... کبھی آس...... کبھی دور...... کبھی پاس...... کبھی سوز...... کبھی ساز...... کتنی رنگینی ہے عشقِ مصطفےٰ میں، اور کتنے جلوے ہیں اس بندۂ خدا کے...... دیکھئے! دیکھئے!! ذرا محبت کا یہ انداز دیکھئے۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے　　باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں　　جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گُلِ رنگیں ادا کہوں　　درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بَری　　حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے (16)

حوالے

حضرت رضا بریلوی کا محبوب، صورت وسیرت

1	مقام نبوت	صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی	ص 121
2	انوار احمدی	علامہ محمد انوار اللہ حیدر آبادی	ص 57
3	کتاب الشفاء ج اول	قاضی عیاض مکی	ص 322
4	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 34
5	کتاب الشفاء ج اول	قاضی عیاض مکی	ص 327
6	کتاب الشفاء ج دوم	قاضی عیاض مکی	ص 74
7	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 30
8	انتخاب حدائق بخشش	مرتب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری	ص 8,7
9	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 51
10	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 39
11	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 16
12	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 31
13	ذکر جمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مقتبسا	87,79
14	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 113,110
15	سیرت رسول عربی اور ہماری زندگی	ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مقتبسا	
16	حدائق بخشش	حضرت رضا بریلوی	ص 74,73

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

(۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ متولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔

(۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۷) درود پاک پڑھنے والے کو جانکنی میں آسانی ہوتی ہے۔

(۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

(۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

(۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں ،یارسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

(۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

واضح حکم خداوندی کے باوجود

ہم اپنے دینی ودنیاوی مسائل پوچھنے میں کیوں ہچکچاتے ہیں ......؟

آپ کے اپنے علاقے میں قائم

دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت میں

بمقام: نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی

آپ کے دینی ودنیاوی مسائل کے جوابات کے لیے موجود ہیں۔

آیئے............اور............پوچھیے

منجانب

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔